اکائی ۵ ناول، ناول کے عناصر اور اقسام

اکائی کے اجزا

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 ناول کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

5.4 ناول کی ابتدا اور نشو و نما

ناول کے عناصر:

5.5 کہانی

5.6 پلاٹ

5.7 کردار

5.8 زبان و بیان

5.9 پس منظر

ناول کے اقسام:

5.10 تاریخی ناول

5.11 سماجی ناول

5.12 فلسفی ناول

5.13 خلاصہ

5.14 نمونے کے امتحانی سوالات

5.15 سفارش کردہ کتابیں

5.1 مقصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد طلبہ عربی ناول کے لغوی اور اصطلاحی معنی سے واقف ہو جائیں گے۔ ناول کی مختلف تعریفات سے متعاوف ہوسکیں گے۔ ناول کی ابتدا نشوونما اور ارتقاء کے مختلف مراحل سے واقف ہوسکیں گے۔ ناول کے مختلف عناصر سے باخبر ہوسکیں گے۔ ناول کی مختلف اقسام کو جان سکیں گے۔ اور عربی کے اہم ناول نگاروں کی اہم ناولوں سے باخبر ہو جائیں گے۔

5.2 تمہید

قدیم عربی ادب میں ناول کا وجود نہیں ملتا ہے۔ بلکہ اس سے ملتی جلتی شکلیں زمانہ جاہلی ہی سے موجود تھیں، جاہلی ادب میں بہت ساری کہانیاں پائی جاتیں ہیں، دور اسلامی میں قرآن کریم کی زبانی مختلف انبیاء اور ان کی قوموں کے قصے پائے جاتے ہیں، عباسی دور میں بھی کہانیوں کا بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے اس دور میں غیر عربی قوموں کی بہت ساری کہانیوں کا ترجمہ کیا گیا جن میں سب سے مشہور کلیلہ و دمنہ اور الف لیلہ ولیلہ ہیں، عباسی دور کے وسط میں مقامات کا ظہور ہوا جو فن کہانی میں بہترین نمونہ تصور کیا جاتا ہے جس نے نہ صرف عربی ادب پر اپنے اثرات چھوڑے بلکہ یورپی آداب پر بھی گہرے اثرات مرتب کئے۔

یورپ اور یورپی آداب سے اتصال کے نتیجے میں جہاں عربی ادباء دوسرے علوم وفنون سے متاثر ہوئے وہیں وہ ناول سے بھی متاثر ہوئے چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے یورپی ناولوں کو عربی میں ترجمہ کرنا شروع کردیا، ترجمہ کا یہ عمل پہلی جنگ عظیم کے بعد تک جاری رہا یہ مرحلہ عربی ادب میں تقلید وتعریب کا مرحلہ کہلایا جو ۱۹۱۴ء تک رہا اس مرحلہ میں بیشتر یورپی اور فرانسیسی ناولوں کے ترجمے کئے گئے جن کا مقصد اولا سامان تفریح فراہم کرنا تھا۔ ثانیا تہذیب نو کی علمی وثقافتی ترقی اور اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر بات کرنا تھا ان مترجمین میں رفاعہ رافع طہطاری، سلیم البستانی، علی مبارک، محمد المویلحی اور حافظ ابراہیم کے نام قابل ذکر ہیں، اسی دور میں جرجی زیدان نے تعلیمی اور تفریحی دونوں مقاصد کے لئے ناولیں لکھیں۔ ۱۹۱۴ء میں محمد حسین ہیکل نے عربی ادب میں پہلی فنی ناول "زینب" لکھی جس میں مصر کے سماجی مسائل کو اچھے انداز میں پیش کیا گیا، اس کے بعد کئی ناولیں لکھیں گئیں جن میں ناول نگاروں نے عرب سماج کی منظر کشی کی اور یہ مرحلہ فن ناول میں تخلیقی مرحلہ مانا جاتا ہے جو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۹ء تک رہتا ہے، اس مرحلہ کے ناول نگاروں میں طہٰ حسین، توفیق الحکیم اور ابرہیم عبد القادر المازنی کا نام نمایاں ہے۔ اس کے بعد فنی تکمیل اور پختگی کا مرحلہ آتا ہے جو ۱۹۳۹ء سے تاحال باقی رہتا ہے اس مرحلہ کی ناولیں تکمیل فن سے مزین ہیں اس مرحلہ کے ناول نگاروں میں نجیب محفوظ، توفیق یوسف عواد، جبرا ابراہیم جبرا، محمد فرید ابو حدید، محمود تیمور، محمد طاہر لاشین اور طیب صالح السودانی کا نام قابل ذکر ہے۔ ابتداء ناول میں تاریخی واقعات کو پیش کیا گیا پھر آہستہ آہستہ سماجی زندگی کے مسائل کو پیش کیا گیا۔

5.3 ناول کی تعریف: لغوی اور اصطلاحی

ناول Novel دراصل اطالوی Italian زبان کے لفظ Novella سے مشتق ہے جو انگریزی سے اردو میں آیا ہے۔ عربی میں ناول کے لئے روایہ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو رَوَى يَرْوِيْ رِوَاية سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں نقل کرنا، بیان کرنا۔

اصطلاح میں ناول ایک طویل نثری کہانی ہے جس کے واقعات خیالی یا حقیقی یا دونوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جو زندگی کے مختلف پہلوؤں اور مختلف اشخاص پر مبنی ہوتے ہیں۔ ناول میں حقیقی زندگی کے کردار، افعال اور مناظر کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ ناول فنون ادبیہ میں سے ایک فن ہے اس کا تعلق سماج ثقافت اور انسان کی روزمرہ کی زندگی سے ہوتا ہے، یہ زندگی کا آئینہ اور عکس ہوتا ہے جس میں انسانی زندگی کی مکمل عکاسی ہوتی ہے۔ دراصل زندگی اور ناول کا فن کیا دوسرے سے اتنے قریب ہیں کہ زندگی کو ناول اور ناول کو زندگی کے آئینہ میں من وعن دیکھ لینا دشوار نہیں ہے، ناول سے زندگی کے اس گہرے رشتہ کا تذکرہ کرتے ہوئے **رالف فوکس** Ralf Fox اپنی کتاب The Novel and people مین یوں کہتے ہیں:

۱- "ناول فرد کی زندگی کو پیش کرتا ہے، یہ سماج اور فطرت کے خلاف فرد کی جدوجہد کا رزمیہ ہے، یہ کیا ایسے سماج میں ترقی کر سکتا ہے جہاں فرد اور سماج کا توازن بگڑ کر رہ گیا ہو اور جہاں انسان اپنے گردوپیش کے حالات سے نبرد ازما ہو" ۔ الغرض ناول زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس میں انسان کی معاشرتی زندگی کی تصویر پیش کی جاتی ہے، ناول موجودہ دور کی مقبول ترین صنف مانی جاتی ہے۔ مختلف ادباء نے ناول کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔

ای، ایم، فارسٹر (E.M. Forster) اپنی کتاب Aspects of the Novel میں کہتے ہیں کہ

۲- "ناول ایک خاص طوالت کا نثری قصہ ہے"

جے، بی، پرسٹلے(J.B Priestly) کے مطابق

۳- "ناول ایک بیانیہ نثر ہے جس میں خیالی کرداروں اور واقعات سے سروکار ہوتا ہے"(The English Novel)

ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں کہ:

۴- "ناول ایک طویل افسانوی کہانی ہے جس کا اسلوب نثری ہوتا ہے، جس میں سادہ یا پیچیدہ موضوع کے ساتھ حقیقی زندگی کے کردار، افعال اور مناظر پیش کئے جاتے ہیں"۔

ڈاکٹر طه وادی اپنی کتاب "دراسات في نقد الرواية" میں ناول کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

۵- "ناول ایک ایسا طویل نثری ادبی تجربہ ہے جو بہت سارے ایسے کرداروں کی تصویر کشی کرتا ہے جو ایک ساتھ مل کر ایک خیالی دنیا کے فریم کو تیار کرتے ہیں، اور یہ خیالی دنیا حقیقی زندگی میں واقع ہوتی ہو، یعنی ناول میں کرداروں کی زندگی ممکن الحدوث ہو۔ ناولانہ زندگی زمان ومکان کے اعتبار سے کافی پھیلی ہوئی ہوتی ہے کبھی کبھار یہ پھیلاؤ کئی کئی سالوں پر محیط ہوتا ہے اور اس سے ناول کا حجم بھی بڑھ جاتا ہے"۔

ڈاکٹر احمد ابراہیم الہواری نے اپنی کتاب "مصادر نقد الرواية في الأدب العربي الحديث" میں ناول کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

٦- "ناول اور اس کا کام زندگی کی مکمل تصویر کشی اور پھر اسکی تنقید کرنا ہے اس طرح سے کہ قاری کائنات کے اسرار و رموز کو جان سکے، اس کے ساتھ ساتھ اس زندگی کے مختلف اطوار و حالات سے بھی روشناس ہو سکے، یہاں تک کہ قاری اپنی ذاتی رائے قائم کر سکے، اور اپنی جانب سے ایک مہذب و شائستہ انسان کی حیثیت سے انسانی سماج و معاشرہ کی تعمیر و تشکیل نو میں کوشش کر سکے"۔

سید حامد النساج اپنی کتاب "الأدب العربي الحديث" میں ناول کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

٧- "ناول ایک ایسا ادبی اور فنی عمل ہے جس کا انحصار کہانی کے عنصر پر ہوتا ہے، جس کی ایک ابتدا، وسط اور انتہا ہوتی ہے، کہانی کی ابتدا دلچسپ انداز میں ہوتی ہے جو قاری کو ابھارتی ہے اور اسے پڑھنے کے لئے آمادہ کرتی ہے، پھر پے بہ پے واقعات رونما ہوتے ہیں اور کشمکش پیچیدہ ہوتی ہے، اور قاری میں بھڑکاؤ اور اشتیاق بھی بھڑتا ہے، اس طرح سے حالات و واقعات انتہا پر پہونچنے کے بعد نیچے اترنا شروع ہو جاتے ہیں، پیچیدگی اور کشمکش تدریجی طور پر حل ہونا شروع ہوتی ہے یہاں تک کہ ناول انتہا پر پہونچ جاتا ہے"۔

کیمبرج ڈکشنری (Dictionary of Cambridge) میں ناول کی تعریف اس طرح سے کی گئی ہے:

٨- "A long printed story about imaginary characters and events"

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ناول ایک طویل نثری کہانی ہے جس میں مختلف واقعات و حادثات اور شخصیات ہوتی ہیں جن میں زمین و مکان کی وسعت ہوتی ہے، اور حادثات خیالی یا واقعی، یا دونوں ہوتے ہیں، اس میں حقیقی زندگی کے کردار، افعال اور مناظر پیش کئے جاتے ہیں، یہ زندگی کا آئینہ ہوتا ہے اور سماجی برائیوں کو پیش کرنے کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے، یہ سماجی اصلاح میں اہم رول نبھاتا ہے۔

ناول کے فن کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ حقائق حیات کی آئینہ سامانی ہو، ناول کا فن انسانی معاشرے کی سرگرمیوں اور ان سے پیدا ہونے والی مختلف النوع کیفیتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ ناول کا فن حقائق حیات ہی کی روشنی میں سنورتا اور نکھرتا ہے۔ دلچسپی اور تفریح کا عنصر اس کے اندر حسن و اثر کی وہ کیفیت پیدا کرتا ہے جس سے قاری کو نشاط و مسرت کا سرمایہ حاصل ہوتا ہے۔ ناول کے ذریعہ زندگی کے معاملات و مسائل کی عکاسی ہوتی ہے۔

5.4 عربی ناول کی ابتدا اور نشو و نما

قصہ کہنا اور سننا انسانی فطرت و جبلت میں داخل ہے۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ قصہ کا آغاز ابتدائے افرینش ہی سے ہوا ہے، انسان کی پیدائش بھی دراصل ایک کہانی ہی تھی، اور انسان ہی اس کا پہلا ہیرو تھا۔ حضرت آدم کا جنت میں خوشہ گندم کو ہاتھ لگانا اور آدم و حوا کا زمین پر پھینکا جانا بذات خود ایک قصہ ہے۔ ناول قصہ نگاری کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ اگر جاہلی دور سے قصہ کی مختلف شکلوں پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ناول سے ملتی جلتی صورتیں جاہلی دور سے موجود تھیں چنانچہ جاہلی ادب میں بہت سارے قصے کہانیاں پائی جاتیں ہیں، اسلامی دور میں مختلف انبیاء اور ان کی قوموں کے قصے پائے جاتے ہیں، عباسی دور میں بھی کہانیوں کا بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے اس دور میں غیر عربی قوموں کی بہت ساری کہانیوں کا ترجمہ کیا گیا جن میں سب سے مشہور کلیلہ و دمنہ اور الف لیلہ و لیلہ ہیں، عباسی دور کے وسط میں

مقامات کا ظہور ہوا جو فن کہانی میں بہترین نمونہ تصور کیا جاتا ہے۔ بحیثیت فن عربی ناول کافی بعد میں معرض وجود میں آیا کیونکہ عربی ماحول اس کے لئے ساز گار نہیں تھا اور نہ ہی عرب سماج نے ادباء کو اس کے لئے آمادہ کیا۔

دور انحطاط سے لے کر دور جدید تک عربی ادب کی حالت کچھ زیادہ نہیں رہی، بلکہ یہ موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا رہی، مدارس بند کر دیئے گئے اور ادبی تحریکات معطل ہو کر کے رہ گئیں۔ چنانچہ ۱۷۹۸ء میں نپولین کے مصر پر حملہ سے نشأۃ ثانیۃ کا دور شروع ہوتا ہے، نپولین کا حملہ ہی دراصل مصریوں کی بیداری کا اصل سبب ہے، جس کے نتیجے میں مصری یورپی تہذیب وثقافت سے متعارف ہوئے، قومی شعور بیدار ہوا اور نئی منزل کی تلاش وجستجو کا آغاز ہوا۔ اس کا اثر نہ صرف عربی ادب پر پڑا بلکہ عربی ادب کے مختلف فنون پر بھی پڑا جن میں ناول، ڈرامہ اور افسانہ قابل ذکر ہیں۔

یورپ اور یورپی آداب سے اتصال کے نتیجے میں جہاں عربی ادباء دوسرے علوم وفنون سے متاثر ہوئے وہیں وہ ناول سے بھی متاثر ہوئے اس تاثر کے نتیجے میں انہوں نے سب سے پہلے یورپی اور فرانسیسی ناولوں کو عربی میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا، ان ترجمہ نگاروں میں رفاعہ رافع طہطاوی قائد کی حیثیت رکھتے ہیں انہوں نے فینلون(Fenelon) کی ناول مغامرات تليماك (Adventure of Telmark) کا ترجمہ ۱۸۶۷ء میں وقائع الأفلاك في حوادث تليماك کے نام سے کیا۔ عربی ادب میں یہ پہلی کتاب ہے جو مغربی ادب سے عربی میں ترجمہ ہوئی جو۔

۱۸۷۰ء میں سلیم البستانی نے الهيام في جنان الشام ناول لکھی جس میں سماج کے مسائل کو تفاصیل سے پیش کیا گیا اور وعظ ونصیحت پر زور دیا گیا۔ ۱۸۸۳ء میں علی مبارک نے علم الدین کے نام سے کیا ناول لکھی جس میں انہوں نے سفر نامہ کے ذریعہ علمی مسائل کو پیش کرنے میں رفاعہ کا طریقہ اپنایا۔ ۱۹۰۵ء میں محمد لطفی جمعہ نے في وادي الهموم ناول لکھی جو حقیقت پسندی پر مبنی تھی مگر ناولانہ عناصر سے کوسوں دور تھی اور سماج میں اسے قبولیت نہیں ملی۔ عباس خضر اس ناول کے تعلق سے کہتے ہیں کہ: "محمد لطفی جمعہ نے سماجی برائیوں کو منظر عام پر لانے کی بھرپور کوشش کی جس کی وجہ سے اعلی طبقہ کے لوگ اس ناول کو پڑھنے سے گریز کرنے لگے کیونکہ اس میں وہ خود اپنی برائیوں کو پانے لگے، یہی وجہ ہے کہ دس سال تک محمد لطفی جمعہ نے کوئی بھی ناول نہیں لکھی" (الواقعية في الأدب)

۱۹۰۶ء میں حافظ ابراہیم نے ليالي سطيح کے نام سے ناول لکھی اس میں مسائل کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ صحافت کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور یہ ناول مقالات کی صورت میں پیش کی گئی اور اس میں حافظ نے خالصتاً مقامہ کا اسلوب اپنایا۔

جرجی زیدان (۱۸۱۶ء-۱۹۱۴ء) نے تقریباً ۲۱ تاریخی ناولیں لکھیں جو تاریخ اسلام اور اس کے مختلف واقعات سے جڑی ہوئی ہیں جس میں انہوں نے اسلام سے قبل اور مابعد کے احوال، اموی اور عباسی دور کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے عصر جدید پر ختم کیا ہے، ان کی ناولوں کا مقصد تاریخ کا درس اور عرب قومیت کو بیدار کرنا تھا۔

انیسویں صدی کے اواخراور بیسویں صدی کے اوائل میں عربی ناول میں کسی نہ کسی حد تک فن مقامہ کی چھاپ تھی جو گذرتے ایام کے ساتھ ترقی کر رہا تھا چنانچہ اسی دور میں محمد ابراہیم مویلحی (۱۸۵۸ء-۱۹۳۰ء) نے حدیث عیسی بن ھشام لکھی جس میں انہوں نے مقامہ جدید کا اسلوب اپنایا، یعنی مقامہ اور مغربی تاثیر دونوں کو ہم آہنگ کیا، مصر کی یہ پہلی سماجی ناول ہے جو کہ فن ناول سے بہت قریب ہے۔

محمد حسین ہیکل نے یورپی ناولوں سے متاثر ہو کر کے ۱۹۱۲ء میں مناظر و آخلاق ريفية بقلم فلاح مصري کے نام سے ناول لکھی، اس کو نہ ہی ناول کا نام دیا اور نہ ہی اپنا نام ظاہر کیا کیونکہ ان دنوں ناول لکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا، پھر اس ناول کو دوبارہ مرتب کر کے ۱۹۱۴ء میں زینب کے نام سے شائع کیا، اور اس پر اپنا نام بھی لکھا، اس میں پہلی بار مصری گاؤں کے حالات اور واقعات صحیح اور سچی تصویر کشی کی گئی اور حقیقی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کی منظر کشی ذاتی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں کی گئی، یہی وجہ ہے کہ زینب کو جدید عربی ادب کی تاریخ میں پہلی فنی ناول مانا جاتا ہے اور اسی بات پر سب ادباء اور ناول نگاروں کا اتفاق ہے۔

پہلی عالمی جنگ سے پیدا شدہ صورتحال نے فن ناول کو نئے افکار و خیالات سے ہمکنار کرایا اور عربی ادب میں ایک نئے اسکول کی بنیاد پڑی جس کا مقصد مصری قوم اور مصری انسان کی صحیح تصویر کشی کرنا، حقیقی مسائل کو پیش کرنا، واقعیت پسندی کو ترجیح دینا اور تقلید کے بجائے ابداع و اختراع کو اپنانا تھا۔ اس اسکول کی بنیاد ادباء کی ایک ایسی جماعت نے رکھی جو مغربی اور روسی ادب سے متاثر تھے، ان کی کوشش سے جہاں فن افسانہ کو ترویج ملی تو وہیں فن ناول کو بھی ترقی ہوئی۔ اس میدان میں نمایاں کام انجام دینے والوں میں عیسی عبید، محمود تیمور، محمد طاہر لاشین، احمد خیری سعید اور یحی حقی جیسے ناول نگار و قصہ نگار شامل ہیں۔ اس نئے اسکول کے بعد ادباء نے ترجمہ کا کام ترک کر کے خالصتاً عربی ناولیں لکھنی شروع کیں اور ناول نگاروں کی کوشش رہی کہ عربی ناول کو عالمی ناول کی سطح تک پہونچائیں، نئے آفاق سے روشناس کرائیں اور ترقی کے بام عروج تک پہونچائیں ان ادباء و ناول نگاروں میں محمد فرید ابو حدید، ابراہیم عبد القادر المازنی، طه حسین، نجیب محفوظ، توفیق الحکیم، عبد الرحمن الشرقاوی اور فتحی غانم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

محمد فرید ابو حدید (۱۸۹۳ء-۱۹۶۷ء) فن ناول میں نمایاں مقام رکھتے ہیں انہوں نے کئی تاریخی ناولیں لکھیں، یہ نجیب محفوظ سے کافی متاثر نظر آتے ہیں، ان کی ناولوں میں "إبنة المملوك، أبو الفوارس، المهلهل، زنوبيا ملكة تدمر" قابل ذکر ہیں۔ ان کی تاریخی فنی ناولیں کافی پروان چڑھیں جن میں واقعیت پسندی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

محمود تیمور (۱۸۹۴ء- ۱۹۷۴ء) نامور ناول نگاروں میں شمار ہوتے ہیں، ان کی اہم ترین ناولوں میں "رجب أفندي، الأطلال، نداء المجهول، كليوباطرا في خان خليلي، سلوى في مهب الريح، الثائرون، إلى اللقاء أيها الحب، شمروخ، المصابيح الزرق" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ محمود تیمور (Chekhov) (Dostoyevsky) (Tolstoy) اور (Maupassant) سے کافی متاثر رہے۔

جہاں تک ابراہیم عبد القادر المازنی (۱۸۸۹ء-۱۹۴۹ء) کا تعلق ہے تو انہوں نے کئی اہم ناولیں لکھیں جن میں مشہور: "إبراهيم الكاتب، عودٌ على البدء، إبراهيم الثاني" قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے اپنی ناولوں میں تحلیل نفسی کا طریقہ اپنایا، یہ انگریزی اور روسی ادب سے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ مصطفی لطفی منفلوطی سے بھی متاثر نظر آئے۔

فن ناول میں نجیب محفوظ (۱۹۱۲ء-۲۰۰۶ء) کا نام سب سے بلند ہے، جدید عربی ادب میں ان کو بابائے ناول کہا جاتا ہے، انہوں نے بہت سی تاریخی، سماجی اور نفسیاتی ناولیں لکھیں، ناول کو بحیثیت فن اختیار کیا اور ۳۷ سے زائد فنی ناولیں لکھیں، انہوں نے اپنی پوری زندگی عربی ناول کے لئے صرف کی یہی وجہ ہے کہ ۱۹۸۸ء میں ان کو نوبل انعام (Nobel Prize) سے نوازا گیا عربی ادب کے یہ پہلے ادیب ہیں جنہیں اس اعزاز سے نوازا گیا۔ ان کی ناولوں میں: "عبث الأقدار، القاهرة الجديدة، رادوبيس، زقاق المدق، بداية ونهاية، أولاد حارتنا، اللص والكلاب، ثرثرة فوق النيل" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

جہاں تک توفیق الحکیم (۱۸۹۸ء-۱۹۸۷ء) کا تعلق ہے تو انہوں نے ڈرامہ کے ساتھ ساتھ ناول میں بھی طبع آزمائی کی، ان کی مشہور ترین ناولوں میں: "عودة الروح، عصفور من الشرق، يوميات ناءب في الأرياف، القصر المسحور، راقصة المعبد، حمار الحكيم، اور الرباط المقدس" قابل ذکر ہیں۔ توفیق الحکیم نے اپنی ناولوں میں سماجی حالات وواقعات کو عمدہ طریقہ سے پیش کیا یہ نجیب محفوظ سے کافی متاثر رہے۔

طہ حسین (۱۸۸۹ء- ۱۹۷۳ء) نے بھی فن ناول میں اہم رول ادا کیا انہوں نے کئی اہم ناولیں لکھیں ان کی مشہور ناولوں میں: "دعاء الكروان شجرة البؤس، الأيام، المعذبون في الأرض اور الحب الضائع" قابل ذکر ہیں۔ طہ حسین نے اپنی ناولوں میں حقیقت پسندی سے کام لیاہے اور مصری سماج کی صحیح تصویر کشی کی ہے۔

فن ناول میں محمد طاہر لاشین (۱۸۹۴ء-۱۹۵۴ء) کا ذکر نہایت ضروری ہے، قصہ قصیرہ کے ساتھ ساتھ ناول میں بھی انہوں نے طبع آزمائی کی ہے، انہوں نے صرف ایک فنی ناول "حواء بلا آدم" لکھی اس ایک ناول کی وجہ سے محمد طاہر لاشین بہت مشہور ہوئے۔ ڈاکٹر یوسف نوفل اس ناول کے بارے میں کہتے ہیں: "یہ ناول حقیقت پسندی پر مبنی ہے اور سماج کے اعلی و متوسط طبقہ کے مسائل کو پیش کرتی ہے، اس میں ناولانہ عناصر پوری طرح سے جلوہ گر ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ ایک فنی ناول کی حیثیت رکھتی ہے۔

بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے فنی ناولوں کا عام رواج ہوا، ناول شائع کرانے کے مراکز قائم کئے گئے، پڑھے لکھے لوگوں کا تعلق ناول کے ساتھ بڑھتا گیا، ناول کو سماجی اصلاح کا بہترین ذریعہ قرار دیا جانے لگا، اب تک ناول میں جو بھی خامیاں تھیں وہ رفتہ رفتہ دور ہو گئیں اب بہترین فنی ناولیں وجود میں آنے لگیں۔ اسی دور میں عبد الحمید جودہ السحار (۱۹۱۳ء-۱۹۷۴ء) نے ایک فنی ناول "في قافلة الزمن" لکھی جس میں بیسویں صدی کے حالات وواقعات کو عمدہ طریقہ سے پیش کیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت سارے ایسے ناول نگار منظر عام پر آئے جنہوں نے نئے موضوعات کو ناول میں شامل کیا جو عام مصری قوم کی زندگی سے متعلق تھے، چنانچہ ناول نگاروں نے ظلم وزیادتی، فساد وانتشار، اضطراب وبدامنی، غیر ملکی قبضے اور سیاسی جدوجہد جیسے موضوعات کو شامل کر کے اور سیاسی و سماجی مسائل کو حل کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ ان ناول نگاوروں میں عبد الرحمان الشرقاوی (۱۹۲۰ء-۱۹۸۷ء) کا نام قابل ذکر ہے، انہوں فن ناول میں اہم کردار ادا کیا ان کی مشہور ناولوں میں: "الأرض، قلوب خالية اور الشوارع

الخلفية" قابل ذکر ہیں۔ الأرض کو سب سے زیادہ شہرت ملی یہ ناول تیسری دہائی کے اوائل کے حالات وواقعات پر مشتمل ہے، اس ناول میں استعماری قوت کے خلاف مصری قوم کی جدوجہد کا تذکرہ ہے، اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف آواز ہے۔

بیسویں صدی کے نصف ثانی کے بعد اکثر ناول نگاروں نے انسان کے ذہنی ونفسیاتی مسائل کو پیش کرنے کی کوشش کی کیونکہ آزادی کے بعد لوگوں کو اب سماجی وسیاسی مسائل اتنے درپیش نہ تھے جتنے کہ ذہنی، نفساتی اور فکری مسائل کا سامنا تھا چنانچہ ان ہی حالات میں فتحی غانم (۱۹۲۴ء-۱۹۹۹ء) نے "الرجل الذي فقد ظله" ناول لکھی جو دراصل ذہنی ونفسیاتی مسائل سے بحث کرتی ہے، یہ ناول اس حیثیت سے کافی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے عرب ناول نگاروں کی کیا نئی نسل کا ظہور ہوا جنہیں جدت پسند ناول نگاروں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ان میں طیب صالح السودانی کا نام قابل ذکر ہے انہوں نے عربی ناول کو بام عروج تک پہونچایا، ان کی مشہور ناولوں میں: "موسم الهجرة إلى الشمال، عُرس الزين" بہت مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ جن لوگوں نے فن ناول میں اہم کردار نبھایا ان میں: عیسی عبید، شحاتہ عبید، نجیب الکیلانی، جبرا ابراہیم جبرا، احسان عبد القدوس، یوسف ادریس، صلاح حافظ، توفیق یوسف عواد، یوسف السباعی، علی احمد باکثیر، محمد عبد الحلیم، شکیب الجابری، معروف الارناؤوط، غسّان کنفانی، سلیمان فیض الموصلی، ذوالنون ایوب، فؤاد التکرلی، عبد الکریم الغلاب، احمد رضا حوحو، جمال الغیطانی، فاطمہ یوسف العلی، صنع اللہ ابراہیم، علی الراعی، نبیل فاروق اور عبد الرحمان المنیف وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ناول کے عناصر:

5.5 کہانی

کہانی / حکایہ ناول کا اہم ترین اور بنیادی عنصر ہے اس کے بغیر ناول کا وجود ہی نہیں ہے۔ ناول میں زندگی واقعات و تجربات بیان کئے جاتے ہیں ان کے طرز میں کہانی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ معروف مغربی ناقد ای۔ ایم۔ فارسٹر (E.M. Forster) نے کہانی کے عنصر پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

"The Novel tells a story that is the fundamental aspect without it could not exist that is the highest factor common to all novel"

"ناول کیا کہانی کہتا ہے، یہ وہ بنیادی پہلو ہے جس کے بغیر ناول، ناول نہیں ہو سکتا، یہ اعلی ترین عنصر ہے جو تمام ناولوں میں مشترک ہے"

ناول میں دلچسپی کہانی ہی کے عنصر سے پیدا ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے قاری فرحت وانبساط کی کیفیات اخذ کرتا ہے۔ یہ عنصر دراصل انسان کے اندر فطری تجسس کی تسکین کا وسیلہ بنتا ہے، اور اس جذبہ تجسس کی تسکین کے رد عمل میں قاری کے اندر انبساط و مسرت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کہانی ایسی ہو جس میں اشتیاق (Curiosity) کا عنصر غالب رہے یعنی قاری آگے کا حال جاننے کے لئے بے قرار رہے۔ سننے والے کے اندر بعد میں آنے والے واقعہ کے بارے میں تجسس کو پیدا کرنا ہی کہانی کی خصوصیت ہے۔ ڈاکٹر سید نور الحسن ہاشمی اپنی کتاب "ناول کیا ہے" میں کہانی کے تعلق سے رقمطراز ہیں:

"ناول کی کہانی کی خوبی یہی ہے کہ ہم ہر دم یہی پوچھتے ہیں کہ "اچھا پھر کیا ہوا"؟ کہانی میں واقعات کو ایک دوسرے سے باندھنے والا تار کسی وقت ٹوٹنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ یہ تار جتنا ہی زیادہ طویل ہو گا اور واقعات جتنے اچھے گندے ہوئے ہوں گے اتنی ہی کہانی دلچسپ ہو گی، اور اتنا ہی زیادہ اس میں جی لگے گا۔ کہانی میں انتظار یا تجسس کی خلش خاص چیز ہے اور جتنی زیادہ انتظار کی خلش ہو گی اتنی ہی دلچسپ کہانی ہو گی"

اشتیاق و تجسس کی عمدہ مثال "الف لیلہ ولیلہ" میں ملتی ہے یہاں شہر زاد کا بادشاہ (شہریار) کے ساتھ کہانی میں اشتیاق و تجسس کا احساس، وہ صرف اس لئے زندہ بچ جاتی ہے کیونکہ وہ آگے کے لئے بادشاہ کے تجسس، تحیر اور "پھر کیا ہوا" والی کیفیت کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہوتی ہے، یہ دلچسپ فقرہ ہی دراصل الف لیلہ ولیلہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

ناول میں کہانی کو دو طرح سے پیش کیا جاتا ہے۔

(ا) منفرد نقطہ نظر

(۲) متغیر نقطہ نظر

منفرد نقطہ نظر میں کہانی نگار ایک ہی کردار کو بیان کرتا ہے اور اسی کے نقطہ نظر کو پیش کرتا ہے، اس میں بنیادی کردار کی زبان سے ہم ہر ایک بات کو سن سکتے ہیں جب تک کہ وہ ناول میں موجود ہے، اور جب وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو پھر ہم بہت سے اندرونی واقعات کی اطلاع سے قاصر رہتے ہیں۔ اس صورت میں کاتب کو چاہیے کہ وہ بنیادی کردار کو پرکشش اور جاذب نظر بنائے تاکہ ہماری توجہ مسلسل برقرار رہے۔

متغیر نقطہ نظر میں ناول نگار مختلف کرداروں کو پیش کرتا ہے، ابتدا میں کاتب کرداروں کو متعارف کراتا ہے، پھر منظر سے کنارہ کشی کر کے ان کی حرکات سے ان کی توضیح کرتا ہے، یہ طریقہ زیادہ فنی مانا جاتا ہے، کیونکہ اس طرح سے کرداروں کی پوری حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

کہانی کی تین قسمیں ہیں:

(ا) پہلی قسم کی کہانی کو سیدھی کہانی (Simple story) کہتے ہیں، یہ دو کردار کے گرد گھومتی ہے۔

(۲) دوسری قسم کی کہانی کو تکونی کہانی (Triangular) کہتے ہیں، یہ تین کردار کے گرد گھوتی ہے۔

(۳) تیسری قسم کی کہانی کو دائری کہانی (Circular Story) کہتے ہیں، یعنی جہاں سے شروعات ہوئی وہیں واپس آنا۔

5.6 پلاٹ

پلاٹ کو عربی میں حبکہ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں مضبوط کرنے اور بننے کے۔ اصطلاح میں پلاٹ / حبکہ نام ہے کہانی کی مضبوط بناوٹ کا، اور اس بعض اجزاء کا بعض کے ساتھ جڑنے کا یہاں تک کہ اس کا کوئی بھی جز الگ نہ ہو جیسے کہ کپڑے کے دھاگے ایک دوسرے سے اس طرح جڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ الگ نہیں ہو پاتے۔ مطلب یہ ہے کہ کہانی کے واقعات و شخصیات کا آپس میں منطقی ارتباط ہو جس کے مجموعہ سے ایک ایسی وحدت تیار ہو جس کے اجزاء ملے ہوئے ہوں۔

ناول کے پلاٹ کی تشکیل کا فن فن تعمیر کے مترادف ہے، اچھے پلاٹ کے لئے تکنیکی ہنر مندی کی ضرورت ہوتی ہے، جس طرح ایک معمار عمارت کو خوبصورت بنانے کے لئے اُس کے مختلف حصّوں کو سلیقے اور خوش اسلوبی کے ساتھ ملاتا ہے اسی طرح ناول نگار ناول کے پلاٹ کے مختلف اجزاء کو خوبصورتی کے ساتھ ایک دوسرے سے جوڑتا ہے۔ پلاٹ کے یہ اجزاء جتنی احتیاط سے فطری طور پر مربوط ہوتے ہیں پلاٹ اتنا ہی مکمل، مؤثر اور پرکشش ہوتا ہے۔ پلاٹ کی کامیابی کی نشانی یہ ہے کہ اُس میں تحیر و تعجب کی کیفیت زیادہ سے زیادہ ہوتی ہو۔ پلاٹ کے مختلف مراحل میں "تب کیا ہوا"؟ کا سوال جتنی تیزی سے نمایاں ہوگا ناول کا پلاٹ اتنا ہی اثر انگیز ہوگا۔

کہانی واقعات کا ایک سلسلہ ہوتی ہے جب کہ پلاٹ بھی واقعات کا ایک سلسلہ ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کہانی میں اشتیاق (Curiosity) کا عنصر پایا جاتا ہے جبکہ پلاٹ میں اسباب و علل (Causality) پر توجہ دی جاتی ہے۔ پلاٹ کے تعلق سے ای۔ایم۔ فارسٹر (E.M. Forster) کہتے ہیں:

"A plot is a narrative of events, the emphasis falling on causality. The king died and then the queen died' is a story. 'The king died and then the queen died of grief' is a plot. The time-sequence is preserved but the sense of casualty overshadows it." *(Aspects of the novel p 87)*

کہانی زمانی تسلسل کے مطابق ترتیب دیئے ہوئے واقعات کا بیان ہے، پلاٹ بھی واقعات ہی کا بیان ہے مگر اس میں اسباب و علل پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ "بادشاہ مر گیا اور پھر ملکہ بھی مر گئی" یہ ایک کہانی ہے۔ "بادشاہ مر گیا اور پھر اس کی موت کے غم میں ملکہ بھی مر گئی" یہ ایک پلاٹ ہے۔ اس میں زمانی تسلسل کو ملحوظ رکھا گیا لیکن سبب و علت کا شعور اس پر غالب ہے۔ پلاٹ فہم و ادراک اور یاداشت کا متقاضی ہوتا ہے، پلاٹ میں سرّیت (Secret) کا ہونا لازمی ہے یعنی ایک پوشیدہ راز (Mystery) ہوتا ہے جسے سمجھنے کے لئے ذہانت اور یاداشت دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذہانت کے ذریعہ قاری واقعات کو سمجھ سکتا ہے اور یاداشت کے ذریعہ وہ پوشیدہ راز کو یاد رکھ سکتا ہے۔

ناقدین نے ناول کے پلاٹ کے اجزاء کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے بالعموم پانچ مراحل ہوتے ہیں۔

(۱) پہلے مرحلہ میں ناول کے تمام کرداروں کے خدوخال واضح کئے جاتے ہیں، اور ان کا تعارف کیا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ ابتدائی فضا تیار کی جاتی ہے۔

(۲) دوسرے مرحلہ میں واقعات کے اندر پیچیدگی پیدا ہونے لگتی ہے۔

(۳) تیسرے مرحلہ میں تمام پیچیدگیاں مرحلہ شباب پر پہونچ جاتی ہیں۔

(۴) چوتھے مرحلہ میں واقعات اور کرداروں کی الجھنیں کم ہونے لگتی ہیں اور مجموعی فضا میں سلجھاؤ کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔

(۵) پانچویں مرحلہ اختتامی ہوتا ہے اس میں تمام واقعات فطری انجام تک پہونچتے ہیں اور کرداروں کی عملی سرگرمیاں مکمل ہو جاتی ہے، ان تمام مرحلوں میں گہرا ارتباط اور مضبوط جوڑ ہوتا ہے۔

تشکیل اور بناوٹ کے اعتبار سے پلاٹ کی دو قسمیں ہیں:

☆مربوط پلاٹ

☆غیر مربوط پلاٹ

مربوط پلاٹ میں واقعات منظم اور منطقی اعتبار سے قابل قبول ہوتے ہیں، جب کہ غیر مربوط پلاٹ میں ایک ہی موضوع کے لئے مختلف غیر مربوط واقعات پیش کئے جاتے ہیں، ناول کا معیاری پلاٹ در اصل وہ ہوتا ہے جس میں ان دونوں کا توازن ملحوظ رکھا جائے۔ پلاٹ زیادہ ڈھیلا ہو تو واقعات کا فطری تسلسل مجروح ہوتا ہے اور اگر سختی سے جامعیت کا لحاظ رکھا جائے تو یہ پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ لہذا مجموعی تاثر کے حسن کو قائم رکھنے کے لئے اعتدال کی راہ کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

5.7 کردار

کردار ناول کا اہم عنصر ہے، یہ ناول میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے، کردار ہی افکار و آراء، واقعات و حادثات کا محور و مرکز سمجھے جاتے ہیں، کیونکہ واقعات، افراد واقعات کے بغیر رونما نہیں ہو سکتے۔ ناول نگار اپنی کہانی میں واقعات کا جو ماحول بیان کرتا ہے اس کے کردار بھی اسی ماحول سے ماخوذ ہوتے ہیں، جب کردار کو ناول سے نکالا جائے تو ناول کی روح ہی چلی جائے گی، یہی وجہ ہے بعض ادباء کے نزدیک کردار ہی کہانی کا فن ہے۔ کردار کے بارے میں ای۔ ایم۔ فارسٹر (E. M. Forster) کہتے ہیں:

"We need not ask what happened next, but to whom did it happen"

احمد ابو سعید اپنی کتاب "الفنون الأدبية عند العرب" میں کردار کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"کردار سے مراد ہر وہ شخصیت ہے جس سے احداث واقع ہوں، اور جس سے ایسے عبارات و افکار صادر ہوں جو کہانی میں مثبت رول ادا کریں"۔

ہماری معاشرتی زندگی مختلف طبقاتی پیمانوں میں منقسم ہے۔ رہن سہن، بول چال، رسم ورواج، زبان و کلچر اور مذہب و مسلک میں بھی تنوع پایا جاتا ہے اور اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے بھی تضاد موجود ہے۔ ناول نگار جس طبقے، معیار اور انداز و مزاج کی زندگی کو اپنا موضوع بناتا ہے کردار بھی اسی طبقے، معیار اور انداز و مزاج کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ناول کے کردار گرد و پیش کے عام انسانوں سے جس حد تک ملتے جلتے ہیں ان میں اتنی ہی زیادہ جانداری اور توانائی پیدا ہو جاتی ہے۔ ناول کے کردار کے لئے ضروری ہے کہ اس کے افعال، اعمال اور واقعات لوگوں کی روزمرہ زندگی کے مطابق ہوں، اور ممکنۃ الحدوث ہوں یا اس حقیقی زندگی سے ہم آہنگ ہوں جسے انسان بالفعل انجام دیتا ہو۔ اسی لئے ناول کے کرداروں کے لئے ضروری ہے کہ ان کے اندر عجوبگی اور اجنبیت نہ ہو ان کی سیرتیں اور خصائل لوگوں میں معروف ہوں اور ان کے چہرے جانے پہچانے ہوں۔ کردار کی تلاش کے لئے ناول نگار کو اپنا بیشتر وقت صرف کرنا پڑتا ہے، تمام واقعات بنیادی کردار کے گرد گھومتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کچھ کردار بہت مشہور ہیں، لوگ ان کے بارے باتیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے کہ نجیب محفوظ کی "ثلاثية" میں احمد عبد الجواد، یحیی حقی کی "قنديل أم هاشم" میں اسماعیل، طیب صالح السودانی کی ناول میں مصطفی صادق،

عبد الرحمان الشرقاوی کی ناول "الأرض" میں عبد الهادی مشہور کردار ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ ناولیں کرداروں ہی کی وجہ سے جانی جاتی ہیں۔ جیسے "زینب" محمد حسین ہیکل کی ناول میں اسی طرح "سارہ" عباس محمود العقاد کی ناول میں۔

ناقدین نے کردار کی دو قسمیں کی ہیں:

☆ سطحی کردار

☆نامی کردار

سطحی کردار ایک ہی فکر یا صفت کو پیش کرتا ہے، اسے ضمنی اور ذیلی کردار بھی کہتے ہیں یہ مرکزی کرداروں کی تکمیل اور تقویت کے لئے لائے جاتے ہیں۔ سطحی کردار وقتاً فوقتاً ابھرتے رہتے ہیں یہ محدود وقتوں کے لئے نمایاں ہوتے ہیں،اور اپنے حصے کا رول ادا کر کے معدوم ہو جاتے ہیں۔

نامی کردار ناول میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے جن کو ناول کا ہیرو اور ہیروئن کہا جاتا ہے، یہ کردار واقعات کے آغاز سے انجام تک سرگرم عمل رہتا ہے، واقعات کے نشوونما کے ساتھ ساتھ یہ بھی نشوونما پاتا ہے، ناول کے بنیادی موضوعات اسی کے گرد گھومتے ہیں اور ناول کو پایہ تکمیل تک پہونچانا اسی کی ذمہ داری ہوتی ہے، اگر ناول میں اخلاقیات کا درس دینا مطلوب ہو تو اسی کے ذریعہ دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے ناول نگار کو اس کردار کے لئے خاصا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔

کردار کے انتخاب میں ناول نگار کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆کسی بھی کردار کو مکمل اور مثالی پیش نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کوئی بھی کردار مکمل اور مثالی نہیں ہوتا، یہ فنی اعتبار سے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی چیز کسی کے لئے اچھی ہے اور کسی کے لئے بری، یعنی ہر انسان کے پرکھنے کا معیار جدا جدا ہوتا ہے، پسند اور ناپسند بدی الگ الگ ہوتی ہے، اسی لئے کوئی بھی کردار مکمل اور مثالی نہیں ہونا چاہئے۔

☆ کردار اور قارئین میں ہم آہنگی ہونی بہت ضروری ہے، ناول نگار کو چاہیے کہ وہ قاری کو کردار کے ساتھ ہم آہنگ کرے اور اس کے احساسات کس ساتھ مربوط کرے تاکہ کردار بنی نوع انسان کے سامنے ایک جیتے جاگتے انسان کی صورت میں ظاہر ہو جائے ۔

☆کردار کو مقامی حدود کے دائرے میں جکڑ کر نہیں رکھنا چاہئے بلکہ عالم انسانی کی سطح پر پیش کرنا چاہئے، اور ان میں ایسے اوصاف ہوں جو دنیا کے کسی بھی جگہ کے کسی بھی انسان میں پائے جائیں، اس سے قارئین ناول کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، اور کردار سے ہماری محبت و ہمدردی بھی بڑھ جاتی ہے۔

☆احساسات وجذبات کردار کے موافق ہونے چاہئے، مثلاً اگر خوشی ہے تو خوشی کے آثار اور اگر غم ہے تو غم کے آثار۔ بقول ای۔ ایم۔ فارسٹر: "باہمی رازداری ہماری زندگی میں ضروری ہے لیکن ناول میں ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ وہاں ہر کردار واضح ہونا چاہئے اس طرح سے کہ کوئی بھی چیز غموض میں نہ رہے۔

5.8 زبان وبیان

ناول کے تمام واقعات اور کرداروں کی پیشکش کا وسیلہ "زبان وبیان" ہی ہے۔ کرداروں کی حرکات وسکنات، بول چال اور جذبہ وفکر کو زبان و بیان ہی سامنے لاتے ہیں۔ واقعات کے اظہار اور کرداروں کی بات چیت کی زبان صاف و سادہ اور سہل و عام فہم ہونی چاہئے، مصنوعی اور مغلق زبان اور انداز بیان کی پیچیدگی ناولی واقعات اور کرداروں کے حسن واثر کو برباد کر دیتی ہے۔ مکالمہ ناول کے فن کا نہایت اہم عنصر ہے اور یہ مکالمے لفظوں اور جملوں سے ترتیب دیئے جاتے ہیں، کرداروں کی گفتگو بھی مکالموں کے ذریعہ ہی سامنے آتی ہے اور ان کے طرز احساس اور انداز فکر کی آئینہ داری بھی مکالموں ہی سے ہوتی ہے۔ ایک ناول میں تمام دوسرے اوصاف موجود ہوں صرف مکالمے مصنوعی اور بے جان ہوں تو اس ایک کمزوری کی وجہ سے ناول کا تمام فنی حسن ماند پڑ جاتا ہے اور مجموعی طور پر ناول ایک ناکامیاب قصہ بن کر رہ جاتا ہے۔

زبان در اصل وہ بنیادی قوت ہے جس پر واقعہ نگاری، کردار نگاری، معاشرہ نگاری اور مکالمہ نگاری کا پورا دارومدار رہتا ہے۔ صاف و سادہ اور طاقتور زبان ہی ان اجزاء کو بحسن وخوبی برتنے میں کامیابی دلاسکتی ہے، طاقتور زبان کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ وہ ثقیل اور مانوس ہو۔ کردار سماجی زندگی کے جن طبقات سے منتخب کئے جاتے ہیں ان طبقات میں بولی سمجھی اور استعمال کی جانے والی زبان ہی طاقتور زبان کہی جاتی ہے۔ ناول نگار کرداروں سے متعلق طبقات ہی کی زبان کو اختیار کرتا ہے اور اسی کو واقعات اور کرداروں کا وسیلہء اظہار بناتا ہے۔ کرداروں کے ماحول اور طبقاتی معیار کو فراموش یا نظر انداز کر دیا جائے یا ناول نگار اپنی ہی زبان کے معیار کو ملحوظ نظر رکھے تو اس سے کرداروں کی صحیح شکل اور اصلی سیرت سامنے نہیں آتی ہے، ناول کے کردار اس کے ذہنی مخلوق بن کر رہ جاتے ہیں۔

ناول کے تمام واقعات وکرداروں کی پیشکش کا ذریعہ زبان وبیان ہی ہے، کرداروں احساسات وسکنات، بول چال اور احساس وجذبہ کو زبان ہی کے ذریعہ سامنے لایا جاسکتا ہے، اس لئے زبان عمدہ، شائستہ، شستہ، خوش ذائقہ اور لذیذ ہونی چاہئے، ناولانہ زبان نہ ہی زیادہ بلیغ اور نہ ہی زیادہ عامیانہ وسوقیانہ ہونی چاہئے کیونکہ دونوں صورتوں میں قاری کی توجہ ناول سے ہٹ جاتی ہے۔ احمد ابو سعد اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں: "اگر ناول کو فصیح زبان میں لکھیں گے تو یہ جلدی عام ہو جائے گا، کیونکہ فصیح زبان عالمی ہوتی ہے اور عامیانہ زبان علاقائی ہوتی ہے اس کے قواعد وضوابط نہیں ہوتے ہیں اور اگر اسے ایک علاقہ میں بولا جاتا ہے تو دوسرے علاقہ کے لوگ اس کی تعبیرات کو اچھی طرح نہیں سمجھ پائیں گے لہذا فصیح زبان زیادہ بہتر ہے۔

ناول کا لغوی اسلوب مکالمہ سے خالی نہ ہو، بلکہ اچھے مکالمہ سے آراستہ وپیراستہ ہونی چاہئے۔ مکالمہ نگاری کی خوبی وکامیابی کا راز اس میں ہے کہ کرداروں کی باہمی گفتگو ہماری عام زندگی کی گفتگو سے ملتی جلتی ہو۔ انداز و گفتگو یا لب ولہجہ میں تکلف اور تصنع نہ ہو کہ قاری اس کے غیر حقیقی ہونے کو محسوس کرے۔ مکالموں کے لئے روانی، چستی اور بے تکلفی ضروری ہے، مکالموں کے لب ولہجہ کی بے ساختگی ہی ان کو سریع الاثر بناتی ہے۔ الفاظ کی ثقالت اور جملوں کی پیچیدگی بھی مکالموں پر خراب اثر ڈالتی ہے، ناول کے واقعات ان مکالموں کے ذریعہ بھی آگے بڑھتے ہیں اور جابجا ناول نگار کے بیانات بھی ان کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ان بیانات میں بھی واقعیت پسندانہ شعار کا ہونا ضروری ہے، ناولی واقعات کے پس منظر اور پیش منظر سے انہیں پوری طرح وابستہ ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کوئی بیان واقعاتی ربط وتسلسل سے غیر

متعلق ہو کر واقعات کے بہاؤ کی راہ میں حائل ہو۔ مکالموں اور بیانات کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کے ذریعہ واقعات میں فطری جامعیت بر قرار رکھی جائے اور واقعات کے گھٹاؤ میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔ مکالموں اور بیانات کی کمزوری ناول کے واقعات کو بے کیف اور بے اثر بنا دیتی ہے اور مجموعی طور پر ناول کے حسن پر اس کا منفی اثر پڑتا ہے۔

5.9 پس منظر

ناول کے واقعات اور کرداروں کا ایک خکص پس منظر ہوتا ہے۔ پس منظر سے مراد وہ زمان و مکان ہیں جس میں رہ کر ناول نگار ناول لکھتا ہے۔ دنیا کے تمام واقعات اپنا زمانی اور مکانی پس منظر رکھتے ہیں، انسانی معاشرے کے افراد بھی زمانی و مکانی پس منظر رکھتے ہیں۔ ناول کے واقعات اور کرداروں کی عملی سرگرمیوں سے اگر زمان و مکان کے عناصر حذف کر دیئے جائیں تو ان کے حسن و اثر کی قوت زائی ہو جائے گی، ہر واقعہ اپنے اپنے متعلقہ عہد ہی میں معنی خیز ہوتا ہے اور ہر کردار اپنے ہی دور میں اثر انگیز ہوتا ہے اسی طرح ہر واقعہ کے رونما ہونے کی ایک جگہ ہوتی ہے اور ہر کردار کے متحرک اور سرگرم عمل رہنے کی بھی خاص جگہیں ہوتی ہیں۔ ہر عہد کے اپنے خیالات اور ہر جگہ کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، ناول کا واقعہ انہیں حالات اور تقاضے کے پس منظر میں با معنی بنتا ہے۔ لہذا ناول کے لئے زمان و مکان ضروری ہے طه وادی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں: "کسی بھی کہانی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی خاص زمان و مکان میں پیش آئے، یعنی کسی اس کا کوئی خاص پس منظر ہو" (دراساتُ في نقد الرواية: ص/ ٣٢)

پس منظر کی آئینہ داری ہی دراصل معاشرہ نگاری ہے۔ ناول کے واقعات اور کردارں کا زمانہ اور جگہ متعین نہ ہوں تو معاشرہ نگاری مبہم بن جاتی ہے۔ معاشرہ کے یہ دونوں اجزاء یعنی "وقت" اور "جگہ "یتعین ہوں تو معاشرہ نگاری بھی واقعیت پسند انہ ہو جاتی ہے۔ ناول نگار کو متعلقہ معاشرہ کی تفصیلات پیش کرنے میں سہولت ہوتی ہے اور وہ معاشرتی زندگی کی تمام جزئیات کو سلیقے سے قلمبند کرتا ہے۔ ناول کے واقعات اور کردار معاشرے ہی سے اخذ کئے جاتے ہیں، ان واقعات اور کرداروں کے وسیلے سے ناول نگار ایک خاص معاشرے کو ایک خاص دور یا ادوار کے آئینے میں پیش کرتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر موجودہ ناولیں اسی دور لکھی گئیں ہیں جس میں واقعات پیش آئے ہیں، البتہ بعض ناول نگاروں نے ذرا پچھلے زمانہ کی تصویر کشی کی تاکہ وہ پوری آزادی سے بعض فکری، سیاسی اور سماجی مسائل کو پیش کریں جیسے کہ "الأرض" میں ہم پاتے ہیں جو ۱۹۵۳ء میں لکھی گئی ہے جب کہ اس کے واقعات ۱۹۳۳ء سے متعلق ہیں، اسی طرح طه وادی کا ناول "الأفق الجديد" ۱۹۸۱ء میں لکھا گیا مگر اس کے واقعات ۱۹۶۹ء سے متعلق ہیں۔ لیکن اکثر ناول نگاروں نے اپنی ناولیں زمانی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کی ہیں۔

تمام ناولوں میں مختلف ادوار اور مختلف جگہوں کی آئینہ داری ہوتی ہے، ان میں متعلقہ ادوار اور جگہوں کے مسائل و معاملات منعکس ہوتے ہیں، اس لئے کہ جو مسائل حیات پہلے تھے وہ اب نہیں ہیں اور جو اس وقت ہیں وہ آئیندہ نہیں رہیں گے۔ ناول نگار اپنے عہد اور اپنے گردو پیش کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا بغور مطالعہ، مشاہدہ اور پر خلوص تجربہ کرتا ہے اور اپنے تاثرات کو تخلیقی انہماک اور فنی بصیرت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

ناول کی اقسام:

5.10 تاریخی ناول

تاریخی ناول سے مراد وہ ناول ہے جس میں تاریخی واقعات و شخصیات کو ناول کے قالب میں ڈھال کر کے عمدہ طریقہ سے پیش کیا جاتا ہے، اس میں ماضی کی عظمت و بلندی کا احیاء کر کے تاریخی درس دینا مطلوب ہوتا ہے، اور قومی شعور اور حب الوطنی کا احساس پیدا کرنا ہوتا ہے۔ تاریخی ناول میں تاریخ کے چیدہ چیدہ واقعات کو پیش کیا جاتا ہے جس کا بنیادی مادہ تاریخ سے لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر میشال عاصی اور ڈاکٹر امیل بدیع یعقوب اس تعلق سے رقمطراز ہیں:

"تاریخی ناول وہ ناول ہے جس میں ایسے واقعات کو پیش کیا جاتا ہے جو قومی یا عالمی تاریخ سے لئے جاتے ہیں، اور گذشتہ زمانہ کے کسی خاص وقت کے لوگوں، بہادروں اور قوموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے، تاریخی ناول کا مقصد عام طور پر تاریخ کا درس اور قدیم تاریخی ورثہ کا احیاء نو اور عظمت رفتہ کو بحال کرنا ہے، پھر اسے موجودہ تاریخ کے آئینہ میں پیش کرنا ہے" (المعجم المفصل في اللغة والأدب ج/١ ص/٦٨٣)

تاریخی ناول میں تاریخی واقعات اور اختراعی واقعات کا امتزاج و اشتراک ہوتا ہے، اس میں شاندار ماضی اور اسلاف کے بہترین کارناموں کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ ان واقعات کے ضمن میں اپنے روزمرہ کے مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔ ان واقعات میں ایک بنیادی کردار ہونا چاہئے جس کے گرد تمام واقعات گھومتے ہوں اور جس کے دائرہ میں تمام ماحولیات کی تصویر کشی ہو لیکن اس کا رول اس قدر مرکزی نہیں ہونا چاہئے کہ جس سے یہ تاریخی ناول کے بجائے شخصی ناول بن کر رہ جائے یعنی کردار کو اتنا اہم نہیں بنانا چاہئے کہ اس سے متعلق واقعات بیان کرتے وقت مبالغہ آمیزی سے کام لیں، خاص تاریخی واقعات کے ساتھ خاص تاریخی شخصیات کے تعلقات بیان کرنے چاہئے پھر ان ہی تعلقات کی روشنی میں ان شخصیات کے احساسات و جذبات کو پیش کرنے چاہئے، تاریخی ناول میں ان ہی واقعات کو جگہ دینی چاہئے جن کو تاریخ نے خلود اور دوام بخشا ہو۔

تاریخی ناول کو پیش کرنے دو طریقے ہیں:

(۱) تاریخی تعلیمی ناول

(۲) تاریخی قومی ناول

تاریخی تعلیمی ناول میں ماضی کی عظمت و بلندی اور اسلاف کے عمدہ کارناموں کو ذکر کر کے اخلاقیات کا درس دینا ہوتا ہے جبکہ تاریخی قومی ناول میں قومی شعور واحساس اور وطنی غیرت و حمیت کو پیش کرنا ہوتا ہے، تاریخی تعلیمی ناول جرجی زیدان کے ہاتھوں پروان چڑھی، انہوں نے تاریخی ناولوں کا ایک طویل سلسلہ پیش کیا، ان کا بنیادی مقصد تاریخ کا درس و تعلیم دینا تھا۔ جہاں تک تاریخی قومی ناول کا تعلق ہے تو محمد فرید ابو حدید کی ناول "إبنة المملوك" اور نجیب محفوظ کی ناول "عبث الأقدار" اس کی بہترین ترجمان ہے، جس میں وطنی اہداف اور قومی احساس کی عمدہ چھاپ ہے۔ ڈاکٹر احمد ہیکل دونوں طرح کی تاریخی ناولوں کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"تاریخی ناول اپنا مواد تاریخ سے اخذ کرتا ہے، اگر تاریخ کو ناولانہ انداز میں ڈھالنے کا مقصد درس و تعلیم ہے تو یہ تعلیمی ناول ہے، اور اگر تاریخ کو ناولانہ انداز میں ڈھالنے کا مقصد ماضی کی عظمت رفتہ کا احیاءِ نو اور قومی و وطنی شعور کا بیدار کرنا ہے تو تاریخی قومی ناول کہلاتا ہے"

(الأدب القصصي والمسرحي في مصر ص/٢٤٢)

تاریخ اور تاریخی ناول میں چند شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) ناول کے ذریعہ تاریخ توڑ مروڑ کر کے پیش نہ کیا جائے، یعنی تاریخ کی شبیہ کو خراب نہ کی جائے۔

(۲) مبالغہ آمیزی سے کام نہ لیا جائے، یعنی اپنے تخیلات سے جو واقعات اختیار کرے ان میں مبالغہ نہ ہو۔

(۳) حقیقی اور اختراعی واقعات میں ہم آہنگی اور ربط و تسلسل ہو۔

(۴) تاریخ میں ان ہی واقعات کو لیتے ہیں جن میں اثبات اور تحقیق ہو یعنی جو ثابت اور تحقیق شدہ ہوں۔ جہاں تک تاریخی ناول کا تعلق ہے تو اس میں اختراع اور تخیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۵) تاریخ میں ہمیں دیکھتے ہیں کہ مؤرخ نے کتنی دیانتداری، امانتداری اور حقیقت پسندی سے کام لیا ہے، لیکن ناول کو پرکھنے اور جانچنے کے لئے ہم حسن ادا اور عمدگی کو دیکھتے ہیں یعنی کتنے اچھے انداز میں ناول کو پیش کیا گیا ہے۔

(۶) تاریخ میں ایک مؤرخ حقیقی زندگی کے نظام کا انکشاف کرتا ہے اور واقعات کو بطور دلیل اور تحقیق کے پیش کرتا ہے جب کہ ایک ناول نگار ناول میں اس تاریخی نظام کی تقلید کرتا ہے جس کو زمانہ نے دوام بخشا ہو پھر موجودہ زمانہ کو اس پر پرکھتا ہے اور جو اچھا نظام ہو اس کو اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔

(۷) ایک مؤرخ واقعات کو بلا خوف و اضافہ پیش کرتا ہے جب کہ ایک ناول نگار ان ہی واقعات کو پیش کرتا ہے جن کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کو اس کے مقصد کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(۸) ایک مؤرخ اور ناول نگار دونوں کا الگ الگ نظریہ ہوتا ہے، مؤرخ تاریخ میں اپنا نظریہ پیش نہیں کرتا ہے جب کہ ایک ناول نگار اپنا نظریہ پیش کرتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اگر ہم ناول کا مطالعہ نہیں کریں گے تو ہم ناول نگار کے ذاتی نظریہ جاننے سے محروم رہیں گے۔

(۹) مؤرخ ماضی کے واقعات و حادثات کی چھان بین کرتا ہے، لیکن ناول نگار ان واقعات میں سے ان واقعات کو حذف کرتا ہے جو عالم جدید کی تعمیر میں خلل انداز ہوتے ہیں۔

تاریخی ناول میں جرجی زیدان (۱۸۶۱ء-۱۹۱۴ء) کا بہت بڑا رول ہے، انہوں نے تاریخی ناولوں کا ایک طویل سلسلہ پیش کیا، بعد میں آنے والے ناول نگاروں نے ان کی خوشہ چینی کی، یہی وجہ ہے کہ ان ک تاریخی ناولوں کا علمبردار سمجھا جاتا ہے۔ جرجی زیدان نے ۲۱ تاریخی ناولیں جس میں ۱۶ تاریخ عرب اور اسلام سے مت، لق ہیں اور ۴ مصر کی جدید تاریخ سے وابستہ ہیں، جب کہ ایک عثمانی انقلاب (۱۹۰۸ء) سے متعلق ہے۔

انیس المقدسی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

"اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جرجی زیدان کی ناولیں تاریخ عرب اور اسلام کے ارد گرد گھومتی ہیں، جنہوں نے نوجوان نسل میں قومی بیداری کو جگایا، اور ان میں تاریخ عربی کے مطالعہ کا رجحان پیدا کیا اور ان میں کہانی کا ذوق بڑھایا"

(الفنون الأدبية وأعلامها ص/٥١٧)

تاریخی ناولوں میں محمد فرید ابو حدید (١٨٩٣ء-١٩٦٦ء) کو کافی اہمیت حاصل ہے، ان کی تاریخی ناولوں میں "ابنة المملوك" "الوعاء المرمري" "زنوبيا ملكة تدمر" "المهلهل سيد ربيعة" "الملك الضليل امرء القيس" "أبو الفوارس عنترة بن شداد" وغیرہ وغیرہ۔ ابنة المملوك کو ان میں سب سے زیادہ شہرت ملی، جس میں قومی شعور اور وطن پرستی کا احساس نمایاں ہے۔

تاریخی ناول نگاروں میں نجیب محفوظ (١٩١١ء-٢٠٠٦ء) کی کوششیں لائق ذکر ہیں، یہ قدیم فراعین مصر اور ان کی مجد و شرافت کے احیاء و تجدید کے لئے کوشاں تھے۔ انہوں نے قدیم فراعین مصر کی تاریخ کے لئے از خود چالیس موضوعات تیار کر رکھے تھے پھر انہوں نے تین ہی پر اکتفا کی جن میں "عبث الأقدار" "رادوبيس" اور "كفاح طيبة" ہیں، دراصل ان کا مقصد تھا کہ قدیم فراعین مصر کی تاریخ کو ناولانہ انداز میں پیش کرے جیسے کہ والٹر سکوت نے اپنی تاریخ کو ناولانہ انداز میں پیش کیا۔ نجیب محفوظ کی یہ ناولیں قومی اغراض اور وطنی احساس پر مشتمل ہیں اور ان کی ان ناولوں کو تاریخی قومی ناول کی حقیقی شروعات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک عبد الحمید جودہ السحار (١٩١٠ء-١٩٧٣ء) کا تعلق ہے تو انہوں نے کچھ اہم تاریخی ناولیں لکھیں جن میں "أحمس بطل الاستقلال" "أميرة قرطبة" اور "قلعة الأبطال" بہت مشہور ہیں۔ سحار نے پہلی ناول میں قدیم مصری تاریخی واقعات کا ذکر کیا ہے، دوسری والی ناول میں اندلس کی تاریخ کو دہرایا جب کہ تیسری والی ناول میں جدید مصری تاریخ کے واقعات کا ذکر عمدہ طریقہ سے کیا ہے۔

تاریخی ناول نگاروں میں معروف الارناؤوط السوری کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، انہوں نے کئی اہم تاریخی ناولیں جن میں "سيد قريش" "عمر بن الخطاب" "طارق بن زياد" "فاطمة البتول" قابل ذکر ہیں، ان میں سلاست و روانی ہے اور انہیں عمدہ طریقہ سے پیش کیا گیا ہے۔ ارناؤوط کا مقصد دراصل عربی تاریخ کو ناولانہ انداز میں پیش کرنا نہیں تھا جیسے کہ زیدان نے کیا بلکہ ان کا مقصد تھا کہ عربی تاریخ سے بہادرانہ کارناموں کو نکالیں پھر انہیں نئی نسل کس لئے عمدہ طریقہ سے پیش کرے تا کہ ان کو ان کا شاندار ماضی یاد دلائے اور ان کی ہمتوں کو بیدار کرے۔

اس کے بعد کئی ناول نگار آئے اور انہوں نے بلا کسی قید کے تاریخی ناولیں لکھیں۔ ان ناول نگاروں میں ابراہیم رمزی، علی جارم، علی احمد باکثیر اور محمد سعید عریان قابل ذکر ہیں، جنہوں نے تاریخی ناولیں لکھ کر اس فن کو اور آگے بڑھایا۔

5.11 سماجی ناول

ناول کی اقسام میں سب سے زیادہ عام قسم سماجی ناول ہے، سماجی / اجتماعی ناول وہ ناول ہے جس میں سماجی مشکلات، مسائل اور حالات وواقعات کو پیش کیا جاتا ہے۔ ناول کی اس صنف میں عام طور سے درمیانی طبقہ اور خاص طور سے نچلے طبقہ کے لوگوں کے مسائل پیش کئے جاتے ہیں جو انہیں اپنی زندگی کو سنوارنے اور بہتر بنانے، روزی کی تلاش، طبقاتی کشمکش، معاشرتی ظلم وزیادتی کے خلاف احتجاج کرنے، اپنے رتبے کو بلند کرنے اور اعلی طبقہ تک رسائی حاصل کرنے میں پیش آتے ہیں۔ سماجی ناول میں اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی مسائل پیش کئے جاتے ہیں اور سماج کے مختلف رسم وروجات، عادات وتقالید کی بھی تصویر کشی کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر میثال عاصی اور ڈاکٹر امیل بدیع یعقوب سماجی ناول کے تعلق سے کہتے ہیں: "سماجی ناول سے مراد عام طور سے وہ ناول ہے جو سماجی عادات وتقالید، رسم وروجات کی تصویر کشی کرے، اور سماجی تحریک وترقی میں مختلف قسم کے رجحانات کو پیش کرے، اور عام طور سے سماجی مسائل کا انکشاف کرنا ہی اس کا مقصد ہوتا ہے" (المعجم المفصل في اللغة والأدب)

سماجی ناول کو پیش کرنے کے تین طریقے ہیں:

(۱) فطری سماجی ناول (Natural Social Novel)

(۲) تنقیدی سماجی ناول (Critical Social Novel)

(۳) اشتراکی سماجی ناول (Socialism Social Novel)

فطری سماجی ناول میں صرف سماجی مشکلات کو پیش کیا جاتا ہے لیکن ان مشکلات ومسائل کے حل پر کوئی زور نہیں دیا جاتا ہے، ان ناولوں میں فطرت کا عنصر شامل ہوتا ہے اس کا بانی فرانسیسی ناول نگار امیل زولا() ہے وہ کہتا ہے کہ ہم کسی کو صحیح اور غلط کہنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ ہمیں صرف سماج کی تصویر کشی کرنی چاہئے جس طرح سے کہ وہ ہے اور فیصلہ عوام پر چھوڑنا چاہئے۔

تنقیدی سماجی ناول میں سماجی عیوب ونقائص کی تصویر کشی کر کے ان کی تنقید کی جاتی ہے پھر ان کی اصلاح پر زور دیا جاتا ہے، ان ناولوں پر مایوسی اور ناامیدی کا پہلو غالب رہتا ہے کیونکہ ان میں سماجی اور انسانی برائیوں اور خرابیوں کو خاص طور سے پیش کیا جاتا ہے، اس قسم کی ناولوں کی شروعات فرانسیسی ناول نگار فلوبرت () نے کی، یہ کہتے ہیں کہ اگر سماجی برائیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش نہ کیا جائے تو لوگ اس کی طرف توجہ نہیں دیں گے، لیکن ناقدین کا کہنا ہے کہ اس سے مثبت رجحان ختم ہو جاتا ہے اور اصلاح کی امید کم ہوتی ہے۔

اشتراکی سماجی ناول میں اشتراکیت کا رجحان ہوتا ہے، جو شعوری اور منطقی اعتبار سے انسانی آزادی، سعادت مندی، سماج کی تعمیر وترقی، تنظیم وترتیب اور سماج میں مظلوم طبقہ کی طرف توجہ دینے اور غیر جانبدارانہ سماجی نظام کی طرف دعوت دیتی ہے۔ اشتراکی ناولوں سے ایسے پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے جو سماجی اصلاح کے لئے بہتر ثابت ہوں، ان ناولوں میں سماجی عیوب کے ساتھ ساتھ سماجی محاسن کو بھی پیش کیا جاتا ہے، اس قسم کی ناولوں میں امید کا پہلو غالب ہوتا ہے، اور مثبت پہلو کو منفی پہلو پر اہمیت دی جاتا ہے،

اور معاشرہ کے فاسد نظام کی تصویر کشی کس کے ایسے عوامل کی نشاندہی کی جاتی ہے جو سماج کی اصلاح میں رکاوٹ بنتے ہیں پھر ان برائیوں کے ازالہ کا عزم مصمم کیا جاتا ہے۔ ان ناولوں میں سماجی ترقی، طبقاتی شعور، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور غیر جانبدارانہ سماجی نظام کی طرف دعوت دی جاتی ہے، اس طرح کی ناولیں عربی ادب میں عبد الرحمان شرقاوی اور نجیب محفوظ نے لکھیں ہیں۔

سماجی ناول کی تین قسمیں ہیں:

(۱) علاقائی سماجی ناول:(Regional Novel)

(۲) عمومی سماجی ناول:(General Novel)

(۳) ذاتی سماجی ناول:(Individual Novel)

علاقائی سماجی ناول: سے مراد وہ ناول ہے جس میں کسی چاص علاقہ، شہر یا دیہات کے مسائی پیش کئے جاتے ہیں، اے ناول میں مصر، عراق، شام اور لبنان کے بہت سے الگ الگ علاقوں اور شہروں کے مسائل و مشکلات پیش کئے گئے ہیں، اس قسم کی ناول میں تین ناولیں نمائندہ حیثیت رکھتی ہیں۔ محمد حسین ہیکل کی ناول "زینب" نجیب محفوظ کی ناول "زقاق المدق" اور توفیق یوسف عواد کی ناول "الرغیف" اس ناولوں میں مصر اور لبنان کی مقامی اور علاقائی مشکلات کو منظر عام پر لایا گیا ہے اور مخصوص علاقہ کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

عمومی سماجی ناول: وہ ناول ہے جس میں عمومی مسائل و حالات کا تذکرہ ہوتا ہے، اس میں ایک سے زیادہ سماج یا علاقوں کے مسائل پیش کئے جاتے ہیں یا پورے انسانی سماج کے مسائل و مشکلات کو پیش کیا جاتا ہے، اس قسم کی ناول میں آفاقیت ہوتی ہے۔ یعقوب صروف نے بہت سی سماجی ناولیں لکھیں ہیں جن میں "فتاۃ مصر" اور "فتاۃ الفیوم" عمومی سماجی ناولیں ہیں، پہلی ناول میں یعقوب صروف نے بعض عالمی اقتصادی و سماجی مسائل پیش کئے ہیں، اس ناول کے واقعات مصر و برطانیہ میں پیش آتے ہیں۔

ذاتی سماجی ناول: سے مراد وہ ناول ہے جو ذاتی تجربات و مشاہدات پر مشتمل ہوتا ہے اور ایک ہی فرد سے متعلق ہوتا ہے، اس قھم کی ناول کو سوانح حیات اور سیرت ذاتیہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، اس قسم کی ناول میں ناول نگار اپنی زندگی کو تجربات و مشاہدات کی روشنی میں پیش کرتا ہے، اس سلسلے میں طہ حسین کی "الأیام" سر فہرست ہس جس میں انہوں نے اپنی شخصیت کی روشنی میں مصری فسادات، سماجی کشمکش، طبقاتی تفاوت اور مصری ماحول کی بہترین انداز میں تصویر کشی کی ہے۔ اسی طرح عباس محمود عقاد نے "سارۃ" توفیق حکیم نے "یومیات نائب فی الأریاف" ابراہیم عبد القادر المازنی نے "إبراهيم الكاتب" جبران خلیل جبران نے "الأجنحة المتكسرة" اور شکیب الجابری نے "قدر يلهو" عمدہ شخصی / ذاتی ناولیں لکھیں۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو عربی ناول نگاروں نے سماج اور سماج سے متعلق حالات و مسائل کو بہت ہی عمدہ طریقہ سے پیش کرنے کی کوشش کی یہی وجہ ہے کہ سماجی ناولیں بہت زیادہ لکھی گئیں جتنی کہ دوسری قسم کی ناولیں نہیں لکھی گئیں۔

5.12 فلسفی ناول

فلسفی ناول سے مراد وہ ناول ہے جس میں فلسفیانہ مسائل پیش کئے جاتے ہیں، اس میں ذہنی و فکری پریشانی، نفسیاتی کشمکش، حیات ما بعد الحیات، موت ما بعد الموت، مستقبل کا احساس، بوکھلاہٹ و سراسیمگی، ذاتی مناجات، دینی اعتقادات، اسرار و رموز، تاملات، غیب، کائنات، زندگی، موت، خلود اور ماوراء الطبیعہ جیسے مسائل داخل ہیں۔

فلسفیانہ مشکلات انفرادی مشکلات ہوتی ہیں، ان میں خاص طور سے ذہنی و نفسیاتی مسائل کا اہتمام کیا جاتا ہے، احمد محمد عطیہ اپنی کتاب "مع نجیب محفوظ" میں رقمطراز ہیں: "انسان کے ظاہری مسائل اس کے حقیقی مسائل نہیں ہیں بلکہ اس کے حقیقی مسائل اس کے باطنی مسائل ہیں، جو ناول نگار ان کا اہتمام نہیں کرتا ہے وہ ایک کامیاب ناول نگار نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ مسائل تین چیزیں ہیں۔ وجود (Existance) معرفت (Knowledge) اور کائنات کا راز (Secret of Universe)۔

فلسفیانہ مسائل میں نہ ہی روزی روٹی کی تلاش ہوتی ہے نہ ہی ظلم وزیادتی کے خلاف احتجاج، نہ ہی طبقاتی تصادم بلکہ یہ وجود، معرفت اور کائنات کے راز جاننے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان ناولوں میں ایک ایسی نسل کی نمائندگی ہوتی ہے جو نئے رجحانات کی وجہ سے الجھ گئے ہیں اور پرانے رسم ورواجات کا انکار کرتے ہیں اور انہیں ایسے ایمان کی تلاش ہوتی ہے جو انکا دل سکون وراحت سے بھر سکے۔ ان ناولوں کی انتہا میں مایوسی اور ناامیدی بری طرح چھا جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ بنیادی کردار یا تو مر جاتا ہے یا خودکشی کرتا ہے یا عام سماج سے کنارہ کشی کرتا ہے۔

فرانسیسی ناول نگاروں میں فولتیر (Voltair) فلسفی ناولوں میں کافی مشہور ہے، اس نے کئی فلسفی ناولیں لکھیں۔ عربی ادب میں ابن طفیل سب سے نمایاں ہے جنہوں نے سب سے پہلے فلسفی کہانی "حی بن یقظان" لکھی، جو فلسفیانہ افکار وخیالات پر مشتمل ہے۔

دور جدید میں بہت سی فلسفیانہ ناولیں لکھی گئیں، حلبی ادیب فراسیس مراش (۱۸۳۵ء-۱۸۸۳ء) فلسفیانہ ناول کا پہلا رائد مانا جاتا ہے، اس نے اپنی عمدہ ناول "غابة الحق" ۱۸۶۵ء میں لکھی، یہ ناول حق و باطل کے درمیان کشمکش، عفو وذلت اور امن وجنگ پر مشتمل ہے۔

فرح انطون (۱۸۷۴ء-۱۹۲۲ء) نے بھی بہت ساری فلسفیانہ ناولیں لکھی، ان کی تین ناولیں اس سلسلے میں کافی مشہور ہیں۔ "المدن الثلاث" أي الدين والعلم والمال "الوحش الوحش الوحش" اور "أورشليم الجديدة" جس میں مختلف سماجی، فلسفی اور دینی مسائل پیش کئے گئے ہیں اور جس میں ناول نگار مسائل کا حل تلاش کرتے ہوئے بحث کرتا ہے۔

فلسفیانہ ناولوں میں میخائیل نعیمہ کا ناول "اليوم الأخير" کافی اہمیت کا حامل ہے، صحیح معنوں میں یہ ناول تو نہیں ہے مگر اس سے خالی بھی نہیں ہے۔ اس میں کائنات، زندگی اور موت وخلود کے بارے میں غور فکر کی بات کہی گئی ہے۔

نجیب محفوظ نے کئی سماجی فلسفیانہ ناولیں لکھیں جن میں "أولاد حارتنا" "اللص والكلاب" "السّمان والخريف" "الطريق" "الشحّاذ" "ثرثرة فوق النيل" "ميرامار" وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں جن میں سماجی مسائل کے ساتھ ساتھ فلسفیانہ مسائل ومشکلات کو بھی بہت ہی اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی ناول نگار ہیں جنہوں نے فلسفیانہ مسائل واحوال کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

5.13 خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ناول ایک طویل نثری کہانی ہے جس میں مختلف واقعات وحادثات اور شخصیات ہوتی ہیں جن میں زمین ومکان کی وسعت ہوتی ہے، اور حادثات خیالی یا واقعی، یا دونوں ہوتے ہیں، اس میں حقیقی زندگی کے کردار، افعال اور مناظر پیش کئے جاتے ہیں، یہ زندگی کا آئینہ ہوتا ہے اور سماجی برائیوں کو پیش کرنے اور پھر ان کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے۔

ناول کے فن کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ حقائق حیات کی آئینہ سازی ہو، ناول کا فن انسانی معاشرے کی سرگرمیوں اور ان سے پیدا ہونے والی مختلف النوع کیفیتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ ناول کا فن حقائق حیات ہی کی روشنی میں سنورتا اور نکھرتا ہے۔ دلچسپی اور تفریح کا عنصر اس کے اندر حسن واثر کی وہ کیفیت پیدا کرتا ہے جس سے قاری کو نشاط ومسرت کا سرمایہ حاصل ہوتا ہے۔ ناول کے ذریعہ زندگی کے معاملات ومسائل کی عکاسی ہوتی ہے۔

عربی ادب میں ناول کی شروعات ترجمہ سے ہوئی ہے، سب سے پہلے یورپی اور فرانسیسی ناولوں کو عربی میں ترجمہ کیا گیا یہ مرحلہ ترجمہ کا مرحلہ کہلایا، پھر ناول نگاروں نے ترجمہ کا کام ترک کرکے اپنی ناولیں لکھیں اور یہ مرحلہ اختراع وترقی کا مرحلہ کہلایا جس میں عربوں نے خود اپنی تخلیقی ناولیں لکھیں اس کے بعد عربی ناول میں اور فنی پختگی آئی اور ہر طرح کی سماجی، تاریخی، سیاسی اور فلسفی ناولیں لکھی گئیں، اور کئی نامور ناول نگار منظر عام پر آئے جنہوں نے عربی ناول کو نہ صرف ترقی سے ہمکنار کیا بلکہ اسے بام عروج تک پہونچایا۔

5.14 نمونے کے امتحانی سوالات

۱- ناول کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیجئے؟
۲- عربی ناول کی ابتدا اور نشوونما پر ایک تفصیلی نوٹ لکھئے؟
۳- ناول کے کتنے عناصر ہیں، نیز کہانی اور پلاٹ کے مابین فرق پر روشنی ڈالئے؟
۴- ناول میں کردار کی اہمیت وافادیت بیان کیجئے؟
۵- ناول کی کتنی قسمیں ہیں، نیز تاریخی ناول پر روشنی ڈالئے؟
۶- سماجی ناول کسے کہتے ہیں، نیز سماجی ناول کی مختلف اقسام پر روشنی ڈالئے؟

5.15 سفارش کردہ کتابیں

۱- الروایہ العربیہ — فاروق خورشید، دار الشروق، بیروت۔
۲- الروایہ العربیہ (النشأۃ والتحول) — د/ محسن جاسم الموسوی، مطبعہ الہیئۃ المصریہ العامہ للکتاب، القاہرہ۔
۳- تطور الروایہ العربیہ الحدیثۃ فی مصر — د/ عبد المحسن طہ بدر، دار المعارف۔
۴- دراسات فی القصہ والمسرح — محمد تیمور، مکتبہ الاداب للطباعۃ والنشر والتوزیع۔

۵- الاتجاہات السیاسیہ والاجتماعیہ فی القصہ المصریہ الحدیثہ محمد مہدی الانصاری، جامعہ علی کراہ الاسلامیہ۔
۶- الادب القصصی والمسرحی فی مصر د/ احمد ہیکل، دار المعارف، مصر۔
۷- بحوث فی الروایہ الجدیدہ میشال بوتور ترجمہ: فرید انطونیوس، بیروت۔
۸- الاتجاہ القومی فی الروایہ د/ مصطفی عبد الغنی
۹- الروایہ العربیہ روجر آلن ترحمہ: حصہ ابراہیم المنیف
۱۰- الادب العربی المعاصر شوقی ضیف، دار المعارف
۱۱- جدید عربی ادب اور ادبی تحریکات ڈاکٹر ابو عبید، الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دہلی۔
۱۲- ناول کا فن ابو الکلام قاسمی
۱۳- E. M. Forster Aspects of the Novel